96704 ـ بیوی خاوند سے محبت كرتی ہے ليكن خوبصورت نہ ہونے كی بنا پر خاوند نہيں ركھ سكتا كيا اسے طلاق دے دے؟

سوال

ميری شادی دو برس قبل ہوئی، اس لڑكی سے اس ليے شادی كی كہ وہ دين پر عمل كرنے والی ہے، اور اس نے قليل سے عرصہ ميں قرآن مجيد حفظ كر ليا، ليكن منگنی كی رات جب ميں نے اسے ديكھا تو مجھے صدمہ ہوا كہ وہ تو خوبصورت نہيں ہے.
ليكن ميں نے اپنے اوپر جبر كر كے اس كے دين اور دوسری اچھی صفات كی بنا پر اسے قبول كر ليا، المھم ہماری شادی ہوئی اور انكشاف ہوا كہ وہ عصبی مزاج كی مالكہ ہے، جس كا ہمارے تعلقات پر بھی اثر ہوا، اور ميں شعوری طور پر اس سے اور زيادہ دور ہونا شروع ہوگيا.
حتی كہ ميرے خيال ميں اس مرحلہ تك پہچ گيا ہوں ميں اس سے محبت نہيں كرتا، اور اسے ہم بستری ميں بھی كوتاہی كرنے لگا ہوں، جس كی بنا پر وہ بہت زيادہ ضرر محسوس كرنے لگی ہے، ليكن وہ مجھ سے محبت كرتی ہے.
مجھے خدشہ ہے كہ اگر ميں نے اسے طلاق دے دی تو وہ بہت زيادہ متاثر ہوگی، ميں اس سے شادی كر كے بہت زيادہ نادم ہوں، اور اس كی وجہ سے بہت زيادہ غمگين ہوا ہوں، ليكن ميں اسے ركھنے كی طاقت بھی نہيں ركھتا، اور ميں اس كی عمر ضائع نہيں كرنا چاہتا كہ وہ ايسے شخص كے ساتھ رہے جو اس سے محبت نہيں كرتا.
ميں بہت پريشان ہوں، ميں اللہ سے بہت ڈرتا ہوں كہ كہيں وہ مجھے سزا نہ دے كيونكہ ميں نے اس لڑكی سے شادی كی ہے، حالانكہ ميں اس ميں رغبت نہيں ركھتا، ميں نے ايك مولانا صاحب كا ليكچر سنا جس ميں انہوں نے فرمايا تھا: لڑكی سے دين كی بنا پر شادی كر لو چاہے وہ خوبصورت نہ بھی ہو، اللہ سبحانہ و تعالی آپ كو بركت سے نوازے آپ يہ بتائيں كہ اس كا حل كيا ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

ہم آپ كی ای ميل كے جواب ميں چند ايك امور بيان كريں گے، اس ليے آپ پوری توجہ كے ساتھ متنبہ رہيں:

اول:

اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوندوں كو حكم ديا ہے كہ وہ اپنی بيويوں كے ساتھ حسن معاشرت اختيار كريں، اور ان كے

لیے بیان کیا ہے کہ ہو سکتا ہے ان سے اس بیوی کے لیے ناپسندیدگی وارد ہو، اس لیے اسے فوری طور پر بیوی کو طلاق نہیں دینی چاہیے، بلکہ وہ اسے دو اسباب کی بنا پر اپنے پاس رکھے اور صبر سے کام لے:

پہلا سبب:

یہ کہ اگر وہ بیوی کے کسی کام اور اخلاق کو ناپسند کرتا ہے تو اس کے کسی دوسرے کام اور اخلاق سے خوش ہو جائیگا، اور اس شخص کو بھی ایسے ہی کہا جائیگا جس کی بیوی تو خوبصورت ہو لیکن اسے اس کا اخلاق پسند نہ ہو تو ہم اسے کہیں گے کہ:

تم اس کے اخلاق سے راضی ہو جاؤ، اور اس اخلاق کو اسے رکھنے کا سبب بناؤ اور اس پر صبر کرو، کیونکہ یہی عورت تمہاری عزت اور مال کی حفاظت کے بہتر ہے، اور یہی عورت تمہاری اولاد کی تربیت بھی کریگی.

دوسرا سبب:

یقینا اللہ سبحانہ و تعالی اس کے لیے صبر کرنے میں دنیا و آخرت میں خیر کثیر پیدا کریگا، دنیا میں اس سے نیك و صالح اولاد عطا کر کے، اور آخرت میں صبر و تحمل کی بنا پر اجروثواب عطا فرمائیگا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو، اور اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ہو سکتا ہے تم انہیں ناپسند کرو اور اللہ تعالی اس میں خیر کثیر پیدا فرما دے النساء (19).

امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ان کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو، اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے تم انہیں ناپسند کرتے ہوئے بھی اپنے پاس رکھو تو اللہ تعالی تمہارا انہیں ناپسندیدگی کے باوجود اپنے پاس رکھنے میں ہی خیر کثیر پیدا فرما دے، اور ان میں تمہیں اولاد نصیب فرمائے، یا پھر ناپسندیدگی کے بعد تم انہیں پسند کرنے لگو "

تفسیر الطبری (8 / 122).

اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قولہ تعالی:

اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالی اس میں خیر کثیر پیدا کر دے .

يعنى: ہو سكتا ہے كہ تمہارا انہيں ناپسند كرنے كے باوجود اپنے پاس ركھنا اور صبر كرنا ہى دنيا و آخرت كے ليے بہتر ہو جيسا كہ ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما كا اس آيت كے بارہ قول ہے:

وہ اپنى بيوى پر مہربانى كرے تو اللہ تعالى اس سے اسے اولاد عطا فرمائے، اور اس بچے ميں خير كثير ہو.

اور حديث ميں آيا ہے كہ:

" كوئى بھى مومن كسى مومنہ عورت سے بغض نہيں ركھتا، اگر اس كے كسى اخلاق سے ناراض ہوگا، تو اس كے كسى دوسرے اخلاق سے راضى ہو جائيگا "

ديكھيں: تفسير ابن كثير (2 / 243).

اور شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كا كہنا ہے:

" خاوند اور بيوى ميں سے ہر ايك پر واجب ہے كہ اللہ تعالى نے ان پر جو حسن معاشرت اختيار كرنا واجب كى ہے اسے قائم كريں، اور خاوند اپنى بيوى پر اس اعتبار سے مسلط نہ ہو جائے كہ وہ بيوى سے اعلى اور افضل ہے، اور بيوى كے سارے معاملات اس كے ہاتھ ميں ہيں.

اور اسى طرح بيوى كے ليے بھى جائز نہيں كہ وہ خاوند كے سامنے بڑا بننے كى كوشش كرے اور نافرمانى كرے، بلكہ خاوند اور بيوى ميں سے ہر ايك كو حسن معاشرت اختيار كرنى چاہيے.

اور يہ تو معلوم ہے كہ خاوند كى جانب سے بيوى كے ليے ناپسنديدگى پيدا ہو سكتى ہے، يا تو بيوى كى جانب سے حقوق كى ادائيگى ميں كوتاہى كى بنا پر، يا پھر بيوى كى عقل اور ذكاوت ميں كمى كى وجہ سے، يا كسى اور سبب كى بنا پر.

تو پھر اس عورت كے ساتھ كس طرح كا معاملہ كيا جائے؟

ہم كہيں گے كہ: يہ تو قرآن مجيد ميں موجود ہے، اور سنت نبويہ بھى اس كى راہنمائى فرماتى ہے.

اللہ تبارك و تعالى كا فرمان ہے:

اور اگر تم انہيں ناپسند كرو تو ہو سكتا ہے تم كسى چيز كو ناپسند كرو اور اللہ تعالى اس ميں خير كثير پيدا فرما دے النساء (19).

اور يہ چيز واقع ميں بھى ہے كہ بعض اوقات كوئى انسان كسى سبب كى بنا پر بيوى كو ناپسند كرتا ہے، اور پھر اس پر

صبر کرتے ہوئے اسے اپنے پاس رکھتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالی اس میں خیر کثیر پیدا فرما دیتا ہے، اور یہ ناپسندیدگی و کراہت محبت و مودت میں بدل جاتی ہے، اور اکتاہت راحت میں تبدیل ہو جاتی ہے.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ:

" کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت کو ناپسند نہیں کرتا، اور نہ ہی اس سے بغض رکھتا ہے، اگر اس کے کسی اخلاق کو ناپسند کرتا ہے تو اس کے کسی دوسرے اخلاق سے راضی ہو جاتا ہے "

ذرا یہا جو مقابلہ ہے وہ دیکھیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سبحانہ و تعالی نے کتنی حکمت سے نوازا ہے کہ:

" اگر بیوی کا کوئی اخلاق ناپسند کرے تو اس کے کسی دوسرے اخلاق سے راضی ہو جائیگا "

کیا کسی شخص کی اس دنیا میں ساری مرادیں پوری ہوئی ہیں ؟ نہیں کبھی نہیں ہو سکتیں، آپ کی مرادیں اس دنیا میں پوری نہیں ہو سکتیں، اگر کسی چیز کے متعلق مراد پوری بھی ہو گئی تو کسی اور چیز میں پوری نہیں ہوگی، حتی کہ دنوں میں بھی اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان دنوں کو ہم لوگوں کے مابین پھیرتے رہتے ہیں آل عمران (140).

اور ایك جاہلی شاعر کا قول ہے:

ایك ہمارے خلاف اور ایك دن ہمارے حق میں.

جب آپ تجربہ کریں گے تو آپ ایسا ہی پائیں گے، دنیا ایك ہی حالت میں نہیں رہتی، اسی لیے ایك ضرب المثل ہے کہ: " ایك ہی حالت برقرار رہنی محال ہے "

اس لیے اگر آپ اپنی بیوی کا کوئی کام ناپسند کرتے ہیں تو آپ اس کا مقابلہ اس کے کسی ایسے کام سے کریں جو آپ کو راضی کرنے والا ہے تا کہ آپ مطمئن ہو جائیں.

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح جزء نمبر (159) کا مقدمہ.

دوم:

سوال کرنے والے بھائی آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بتا چکے ہیں کہ جمال و خوبصورتی ان اسباب میں سے ایك سبب ہے جس کی بنا پر عورت سے شادی کی جاتی ہے.

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری راہنمائی اس سے بھی افضل اور بہتر چیز کی طرف کی ہے کہ ایک دین والی عورت سے شادی کی جائے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" عورت چار اسباب کی بنا پر بیاہی جاتی ہے، عورت کے مال و دولت کی بنا پر، اور عورت کے حسب و نسب کی وجہ سے، اور عورت کی خوبصورتی و جمال کی بنا پر، اور عورت کے دین کی بنا پر، تمہارے ہاتھ خاک میں ملیں تم دین والی کو اختیار کرو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4802) صحیح مسلم حدیث نمبر (1466).

بدر الدین العینی رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

قولہ: " اور اس کے دین کی وجہ سے "

کیونکہ اسی وجہ سے دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی حاصل ہوتی ہے، اور دین والوں اور مروت سے متصف لوگوں کے لائق بھی یہی ہے کہ وہ دین والی کو اختیار کریں، اور ان کا مطمع نظر دین ہی ہونا چاہیے، اور خاص کر اس معاملہ میں جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور آپ کی ساری زندگی میں ساتھ ہے.

اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بڑی تاکید اور بلیغ وجہ سے اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے اسے اختیار کرنے کا حکم دیا جو اس کی غایت ہے، اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" چنانچہ تم دین والی کو اختیار کرو "

کیونکہ اسے اختیار کر کے تم دارین کے فائدے حاصل کر سکوگے، اگر تم نے ایسا نہ کي جس کا میں نے حکم دیا ہے تو تمہارے ہاتھ خاک میں مل جائیں گے.

اور کرمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

یہ فاظفر جواب ہے اور اس کی شرط محذوف ہے، یعنی: جب اس کی تفصیلات ثابت ہوگئیں تو پھر تم اسے اختیار کرو جس کی طرف راہنمائی کی گئی ہے.

اور " تربت یداك " کے معانی اور شرح میں اختلاف کیا گیا ہے، ایك قول یہ ہے کہ: یہ اصل میں دعاء ہے، لیکن عرب لوگ اسے انکار اور تعجب اور تعظیم اور کسی چیز پر ابھارنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، اور یہاں بھی یہی مراد ہے.

اور اس میں اہل دین کے ساتھ صحبت رکھنے کی ترغیب پائی جاتی ہے کہ ہر چیز میں اہل دین کے ساتھ صحبت رکھی جائے؛ کیونکہ جس نے بھی دین والوں سے صحبت اختیار کی تو وہ ان کے اخلاق سے مستفید ہوگا، اور ان کی طرف سے خرابی سے محفوظ رہےگا.

دیکھیں: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (20 / 86).

سوم:

آپ کو علم ہونا چاہیے کہ حقیقی جمال و خوبصورتی تو باطن کی خوبصورتی ہوتی ہے، اور ظاہری طور پر دنیاوری خوبصورتی تو زائل اور ختم ہونے والی ہے، یعنی کسی بیماری یا پھر آگ وغیرہ سے زائل ہو جائیگی یا پھر بوڑھا ہونے کی صورت میں بھی وہ خوبصورتی نہیں رہتی.

اس لیے انسان کو وہ خوبصورتی اور جمال تلاش کرنا چاہیے جو زائل نہ ہو، بلکہ کم ہونے کی بجائے اور زیادہ ہو، وہ ایمان اور اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ زائد ہوتی ہے، اور اس کا اثر عورت پر اس کے اخلاق میں ظاہر ہوتا ہے، کہ وہ خاوند کو ہی اپنا سب کچھ سمجھتی ہے اور اس کی اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کرتی ہے.

چہارم:

یہ بھی جان لیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند اور بیوی کے مابین تعلقات کو مودت و رحمت کا نام دیا ہے، اور اسے محبت نہیں کہا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اس کی نشانیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ نے تمہارے نفس سے ہی تمہاری بیوی کو پیدا کیا تا کہ تم اس سے سکون حاصل کرو، اور تمہارے مابین مودت و رحمت پیدا کر دی، یقینا اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں الروم (21).

عقل و شرف رکھنے والوں کی زندگی میں تو اصلا یہی پایا جاتا ہے، کہ نکاح کی رغبت رکھنے والے کو جب کسی نیک و صالح عورت کے بارہ میں علم ہوتا ہے اور وہ اس کے متعلق سنتا ہے کہ یہ شادی کرنے کے لائق ہے تو وہ اس کا رشتہ طلب کرتا ہے اور اسے اس کی خوبصورتی یا پھر اس کا دین یا شرم و حیاء اچھی لگتی ہے تو وہ اس سے شادی کر لیتا ہے.

یہاں یہ نہیں کہا جائیگا کہ اس نے اس سے محبت کی شادی کی ہے، اور نہ ہی اللہ تعالی نے ان کے مابین جو پیدا کرے گا اسے محبت کا نام دیا ہے، یہ لفظی اور محبت کے وجود کا انکار نہیں، بلکہ ایك انتہائی اہم معاملہ پر تنبیہ

ہے وہ یہ کہ شادی بہت سارے مقاصد کے لیے مشروع کی گئی ہے جن میں سے چند ایك درج ذیل ہیں:

مثلا: عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے، اور ایك مسلمان خاندان بنانے کے لیے، اور اولاد پیدا کرنے کے لیے.

اسی لیے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایك شخص آیا جو اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا، جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سے طلاق دینے کا سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کیا:

وہ اس سے محبت نہیں کرتا! تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے جواب دیا:

" اور کیا سارے گھر محبت پر ہی قائم ہیں ؟!

اور ایك عورت سے جب اس کے خاوند نے دریافت کیا کہ کیا وہ اس سے بغض رکھتی ہے ؟ تو عورت نے جواب میں کہا جی ہاں.

چنانچہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس عورت سے فرمایا:

" تم میں کسی ایك کو جھوٹ بولنا چاہیے، اور وہ خوبصورتی اختیار کرے، کیونکہ سارے گھر محبت پر ہی نہیں بنائے جاتے، لیکن اسلام اور حسب پر معاشرت ہوتی ہے "

میرے عزیز بھائی آپ اس میں ذرا غور کریں، اور ان لوگوں کی مشکلات کو دیکھیں جنہوں نے دین کی بجائے صرف خوبصورتی پر شادی کی ان کی زندگی کیسے ہے، اور اس میں کیا تنگیاں اور تکلیفیں اور شقاوت و بدبختی اور شکوك و شبہات پائے جاتے ہیں.

لیکن اس کے مقابلہ میں جنہوں نے دین والی عورت سے شادی کی ان کی زندگی کی سعادت و خوشبختی کو دیکھیں کہ ان کی زندگی کتنی اچھی بسر ہو رہی ہے، اور وہ اپنی اولاد کی تربیت کیسی کر رہی ہیں.

پنجم:

آپ کے لیے ممکن ہے کہ آپ دوسری شادی کر لیں، اور یہ بیوی بھی اپنے نکاح میں ہی رکھیں، اور آپ کو دو چیزوں کا اختیار ہے کہ:

اول:

اپنی پہلی بیوی کو اس کے پورے حقوق دیں، اور جس طرح دوسری بیوی کے لیے تقسیم کریں پہلی کے لیے بھی ویسے ہی تقسیم کریں، تو یہ حسن معاشرت میں شامل ہوتا ہے جو آپ پر واجب ہے، جیسا کہ ہم پہلے جواب میں

بیان کر چکے ہیں، اور جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ عوما بھی ظلم حرام ہے اور خاص کر جب دو بیویاں ہوں تو حرام ہوگا.

دوم:

آپ اپنی پہلی بیوی سے صلح کر لیں کہ وہ تقسیم میں اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو کر آپ کے نکاح میں ہی رہے اور آپ اس کی دیکھ بھال کریں اور اسے دیکھتے رہیں، اور اس کے پاس جائیں وہاں رہیں، وہ آپ کی اولاد کی تربیت کریگی اور آپ کی عزت و مال کی حفاظت بھی کریگی.

اور ہو سکتا ہے کچھ عرصہ گزرنے کے ساتھ آپ کے احساسات میں بھی تبدیلی آ جائے اور آپ اسے پسند کرنے لگیں، اور جس طرح دوسری بیوی کے لیے تقسیم کرتے ہیں اس کے لیے بھی اسی طرح تقسیم کرنے لگیں.

قرآن مجید میں بھی یہ صلح مذکور ہے، اور سنت نبویہ میں بھی اس کی دلیل ملتی ہے، اور اہل علم کی کلام میں بھی پائی جاتی ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے بددماغی یا اعراض کا ڈر ہو .

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ:

یہ وہ شخص ہے جو تکبر کی وجہ سے اپنی بیوی میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند نہ ہو اور وہ بیوی کو چھوڑنا چاہتا ہو تو بیوی اپنے خاوند کو کہے: تم مجھے اپنے نکاح میں ہی رہنے دو، اور میرے جو چاہو تقسیم کرو، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ جب وہ آپس میں راضی ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2548) صحیح مسلم حدیث نمبر (3021).

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت اس عورت کے بارہ میں نازل ہوئی جو ایسے شخص کے پاس ہو جو ہو سکتا ہے اپنی بیوی سے تکثیر نہ چاہتا ہو اور اسے اس کی صحبت اور اولاد ہو اور بیوی اس سے علیحدہ نہ ہونا چاہتی ہو تو بیوی اسے کہے تم میرے بارہ آزاد ہو " انتہی

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب آدمی بیوی سے ضرورت پوری کر لے اور اسے ناپسند کرنے لگے، یا پھر اس کے حقوق کی ادائیگی سے عاجز آ

جائے تو اسے بیوی کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے، اور وہ اپنی بیوی کو اختیار دے سکتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو وہ اس کے پاس ہی رہے، لیکن تقسیم اور وطئ اور نفقہ میں اس کا کوئی حق نہیں، یا اس میں سے کچھ جس طرح خاوند اور بیوی آپس میں صلح کر لیں.

اگر بیوی اس پر راضی ہو جاتی ہے تو لازم ہوگا، لیکن راضی ہونے کے بعد وہ مطالبہ نہیں کر سکتی، سنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے اور صحیح بھی یہی ہے اس کے علاوہ جائز نہیں.

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 152).

پنجم:

اگر خاوند اسے اپنے نکاح میں رکھ کر حسن معاشرت اختیار کرنے پر صبر نہیں کر سکتا، اور نہ ہی دوسری شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہے، یا پھر بیوی صلح سے انکار کرتی ہے تو پھر آخری اختیار ہی باقی رہتا ہے کہ وہ بیوی کو طلاق دے کر اسے اچھے طریقہ سے چھوڑ دے، اور اس کے پورے حقوق اس کے سپرد کرے.

امید ہے اللہ تعالی اس کے بدلے آپ کے لیے کوئی بہتر عطا فرمائے، اور اس عورت کے لیے آپ سے اچھا خاوند نصیب کرے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالی ہر ایك کو اپنی وسعت سے غنی کر دیگا، اور اللہ تعالی وسعت و الا حکمت والا ہے النساء (130).

اس حالت میں طلاق نہ تو حرام ہوگی اور نہ ہی مکروہ بلکہ مباح ہوگی؛ لیکن جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ آخری علاج داغ لگانا ہی صحیح ہے "

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (29 / 9).

عورت کے برے اخلاق اور اس کی بری معاشرت اور سلوك کی بنا پر یا پھر یہ کہ خاوند اسے پسند نہیں کرتا طلاق مباح ہو گی. انتہی

اللہ سبحانہ و تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ اور آپ کی بیوی کے لیے وہ اختیار کرے جس میں بہتری اور خیر ہے، اور آپ دونوں کو اس کی توفیق نصیب فرمائے جس میں اللہ راضی ہو، اور آپ دونوں کے حالات اور دلوں کی اصلاح فرمائے.

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے.

واللہ اعلم .